خفیہ دولت حاصل کرنے
کا آسان طریقہ

ہمارے ایک ہمسایہ عرب ملک میں جب حکام کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی وزیر امیر سرمایہ دار یا صنعت کار نے حکومت کو زک پہنچانے یا ٹیکس بچانے یا کسی دیگر بدعنوانی کی وجہ سے کچھ رقم بیرون ملک جمع کرادی ہے یا پراپرٹی بنالی ہے تو وہاں ایسے افراد کو ان کی حیثیت کا خیال کئے بغیر قریبی تھانے میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جہاں متعلقہ پولیس افسر ڈیڑھ دن سے چار دن کے اندر اندر اربوں اور کروڑوں ڈالر ان لوگوں سے وصول کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ متعلقہ بدعنوان افراد کو ان کے اہل خانہ سمیت تھانے میں فرش پر بٹھادیا جاتا ہے۔ اور دو تین پولیس کے اہل کار باری باری بڑے ملزم کو اس کے اہل خانہ کے سامنے تھپڑ مارتے ہیں۔ عام منہ کی چوڑائی چھ انچ ہوتی ہے۔ تھپڑ مار مار کر منہ کی چوڑائی آٹھ انچ کردی جاتی ہے اس وقت جب چہرہ کی ساخت پھولنا شروع ہوتی ہے خیانت اور بے ایمانی کرنے والا بیرون ملک جہاں جہاں بھی جائیداد بنائی یا پیسہ جمع کیا ہو وہاں کے بارے میں مکمل معلومات اگلنا شروع کردیتا ہے۔ اپنے اہل خانہ بیوی بچوں کے سامنے مار کھانا بہت مشکل کام ہے۔ ہمسایہ ملک سے اس سلسلہ میں ملنے والی اطلاعات کے مطابق بہت سخت جان بددیانت لوگ بھی یہاں تین چار دن کے اندر اندر سب کچھ اگل دیتے ہیں۔

ایک لبنانی انجینئر نے عرب امارات میں ایک پراجیکٹ کی تعمیر کے دوران ساٹھ ستر لاکھ ڈالر خرد برد کرلئے۔ اس کی رپورٹ ملنے کے بعد اس لبنانی انجینئر کو اس کے تمام افراد خانہ کے ہمراہ ایک عام تھانے میں حوالات کی بجائے تھانے کے صحن میں زمین پر بٹھادیا گیا۔ اس کے افراد خانہ اس کے سامنے حوالات میں بند تھے اور صحن میں بیٹھے انجینئر صاحب تین دن دو شرطوں کے زیر مشق رہے جو صرف ان کے منہ پر تھپڑ مارتے تھے۔ تیسرے دن لبنانی انجینئر کا چہرہ لبنانی سیب کی طرح سرخ اور بارہ انچ چوڑا ہوچکا تھا اور اس نے چیخ چیخ کر تمام غبن شدہ دولت واپس کرنے کا خود ہی اعلان کر دیا۔ اس سے رقم وصول کرکے اسے جہاں وہ جانا چاہتا تھا اسے وہاں کے لئے ڈی پورٹ کردیا گیا۔

ہمارے پاکستان میں فوجی حکومت کا اعلان تو یہ تھا کہ وہ قومی دولت کی لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کا محاسبہ کرے گی۔ رشوت خوری اور ناجائز ذرائع سے دولت بنانے والوں کا احتساب کرے گی۔ مگر نوکر شاہی نے اس حکومت کو

غلط پٹڑی پر چڑھا دیا۔حکومت ان لوگوں کی پکڑ دھکڑ میں مصروف ہوگئی جنہوں نے بینکوں سے قرضے لئے تھے یا وہ بینکوں کے ڈیفالٹر تھے۔ پاکستان کی معیشت کا یہ مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ بینکوں کے قرضے وصول کرے۔ البتہ حکومت کو صرف یہ کرنا چاہئے کہ بینک والے جن نادہندگان سے وصولی کرنا چاہیں، بنکنگ کورٹس پندرہ دن کے اندر اندر نادہندگان کو گرفتار کر کے ان کی املاک کو نیلام کرنے کا حکم دے سکیں۔حکومت اس سلسلہ میں سخت قوانین بنائے اور انہیں نافذ کردے۔اسی طرح ہزاروں لوگوں نے بینکوں کے قرضے لے کر حکومت سے معاف کرائے ہیں۔ یہ قرضے کسی کو معاف کرنے کا حق نہیں ہے۔حکومت ایسی قانون سازی کرے کہ جن لوگوں نے یہ قرضے معاف کئے ہیں ان کی املاک فروخت کر کے یہ قرضے بینکوں کو واپس کئے جائیں اور جن بینک افسروں نے اس بددیانتی میں ان کی مدد کی ہے اور مناسب ضمانتیں حاصل کئے بغیر قرضے دیئے گئے ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور جن لوگوں نے بھی گزشتہ پچیس برسوں میں قرضے معاف کراتے ہیں ان سب سے یہ قرضے وصول کئے جائیں اور معافی کا حکم منسوخ کیا جائے۔ نیز آئندہ کے لئے قانون سازی کردی جائے کہ کوئی صدر، وزیر اعظم، وزیر خزانہ بینکوں کے چیرمین یا دیگر حکام کسی شخص کو قرض معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔فوجی حکومت اس سلسلہ میں امریکہ، برطانیہ، یورپ، اور عرب ممالک میں رائج قوانین سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اب آیئے پاکستان کے اصل مسئلہ کی طرف، بےنظیر بھٹو نے پاکستان سے باہر فرانس میں کینز میں بے پناہ جائیداد بنائی۔ کیا انھوں نے کبھی کسی گوشوارے میں یا کسی دستاویز میں اس کا ذکر کیا کہ انھوں نے یہ جائیداد کہاں سے حاصل کی؟ سرے محل اور انگلینڈ وامریکہ میں موجود انکی قیمتی املاک اگر کہیں پر ہیں تو ان سے پتہ کیا جائے کہ انھوں نے یہ کہاں سے دولت حاصل کر کے یہ سب کچھ خریدا ہے۔ بےنظیر تو حکومت کے ہاتھوں سے دور جا کر بیٹھ گئی ہیں اب آصف زرداری کو تھوڑا بہت مروڑا دے کر ان سے اس سلسلہ میں کافی معلومات حاصل کرسکتی ہے حکیم سعید شہید نے اپنی ناگہانی موت سے قبل ان افراد کی فہرست کا ذکر کیا تھا جن کی بے پناہ دولت ملک سے باہر مختلف بنکوں میں جمع ہے۔ایسے افراد کے متعلق وال سٹریٹ جنرل کے کسی شمارہ میں بھی تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ ان پاکستانیوں نے پاکستان کی بے پناہ دولت لوٹ کھسوٹ کر ملک کو کنگال بنا دیا ہے۔اب اگر سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف سے یہ دریافت کیا جائے کہ جناب آپ نے رائے ونڈ اور ماڈل ٹاؤن میں اپنے محلات پر جو بے پناہ دولت خرچ کی ہے۔ یہ کہاں سے آئی اور قبلہ نے اس دولت پر کتنا

ٹیکس گذشتہ پچیس برسوں میں ادا کیا ہے۔؟

انھوں نے لندن میں انتہائی قیمتی لگژری فلیٹ کیسے خریدے۔ التوفیق بنک سے قرض کیسے وصول کیا۔ اور ادائیگی کہاں سے کی گئی۔ اس ملک کے ہر صنعت کار، سرمایہ دار، جاگیردار، کو اس ملک کی ترقی واستحکام میں مدد دینے کا فریضہ ادا کرنا چاہیئے۔ جو لوگ اسکے لئے خود تیار نہیں ہیں انہیں حکومتی مشینری اس کام پر آمادہ کرے۔ اور اسکے لئے مکمل اختیارات استعمال کئے جائیں۔ کم ازکم موجودہ فوجی حکومت کو تو اس سلسلہ میں کسی کریمنل پروسیجرا یکٹ، آرڈی نینس کی ضرورت نہیں ہے سپریم کورٹ نے انہیں تین برسوں کے لئے مکمل حکمرانی، پاکستان کے حالات کو بہتر بنانے، پاکستان کی معیشت کو ٹھیک کرنے اور یہاں کے بگڑے ہوئے شہزادوں کو راہ راست پر لانے کا اختیار دیا ہے۔ دنیا کی اہم حکومتیں اور عالمی طاقتوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ پاکستان کے نام نہاد جمہوری حکمران بدعنوان تھے اور انکے احتساب کے لئے موثر اقدامات ہونے چاہیں۔

پاکستانی عوام اور حکومت کے لئے یہ آخری موقع ہے کہ وہ ملک کو بچالیں۔ اسے ایک باقاعدہ نظام کے تحت لے آئیں۔ ایسے امن وامان اور قانون کی حکمرانی کے تحت لے آئیں پاکستان کے چودہ کروڑ عوام اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے پاکستانیوں کی یہی خواہش ہے۔ اسکے لئے آج ہر جگہ پاکستانی اور مسلمان پاکستان کی فوجی حکومت پر امید کی توقعات لگا کر بیٹھے ہیں کم ازکم جاپان اور دیگر جن ممالک میں بھی گزشتہ آٹھ ماہ کے دوران میں گیا ہوں وہاں پاکستانیوں اور مسلمانوں کی یہی خواہش تھی۔ میں بھارت بھی گیا وہاں بھی ہر مسلمان یہی دعا کر رہا ہے کہ پاکستان دنیا کا ایک باوقار اور مضبوط ملک بن جائے۔ اگر فوجی حکومت ملک کے حالات کو بہتر بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ ملک کی معیشت کو اس بحران سے نکال کر اور بدعنوان افراد کا محاسبہ کرنے میں کامیاب ہوگئی تو دنیا کے کروڑوں مسلمان اللہ تعالی کے حضور سجدہ شکر بجا لائیں گے۔

اللہ کا نام اور اس سے بھی دھوکا...!

میں اللہ تعالی کا ایک حقیر بندہ ہوں۔ اللہ کے حضور جب میں رویا اور گڑگڑایا کہ اے باری تعالی پاکستان کے حالات کو بہتر بنا۔ اسے معاشی استحکام دے۔ پاکستان کے چودہ کروڑ عوام تیرے سامنے دست بدعا ہیں کہ اس ملک کو تو نے ہی بنایا۔ تو نے ہی مسلمانوں پر اپنا کرم کیا اب تو ہی اپنے بندوں کی مدد فرما تا کہ یہ لوگ پاکستان کو مضبوط اور بہتر بنا سکیں۔

اللہ نے میری فریاد سن لی۔اور مجھے اپنے حضور طلب کیا اور کہا کہ اے بندے تیرا خلوص اور پاکستان کے لئے تیری محبت نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں تجھے بلاؤں اور دکھاؤں کہ پاکستان کے امراء ہی نہیں حکمران اور عوام کی اکثریت مجھے بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔میں نے عرض کیا۔اے ذات باری تعالیٰ پاکستان کے عوام تو بڑے مسکین ہیں وہ حکمرانوں اور مراعات یافتہ طبقہ کے ستائے ہوئے ہیں۔اس پر ذات باری تعالیٰ نے فرمایا۔

''دیکھو......ہم نے نماز مسلمانوں پر اس لئے فرض کی کہ وہ اسے پڑھیں اور اپنی زندگی کو اسکے مطابق ڈھالیں۔ نماز انسان کے کردار اور اسکے عمل کو پاکیزہ کرنے کا عمل ہے۔قرآن حکیم ایسا پارس ہے کہ جو اسکو سوچ سمجھ کر سچے دل سے اس پر ایمان لائے اور اس پر عمل کرے تو جس چیز کو ہاتھ لگائے وہ بھی سونا بن جائے گی۔مگر پاکستان کے مسلمانوں کو دیکھو ،سیاستدان، بیوروکریٹ، جج ،صحافی تاجر ،سرمایہ دار، جاگیردار یہ سب نمازیں تو پڑھتے ہیں۔مگر عمل اپنی مرضی کا کرتے ہیں۔ان لوگوں نے ایک نیا فلسفہ ایجاد کر لیا ہے وہ یہ کہ نماز اور اللہ کی عبادت ذاتی فعل ہے۔اور کاروبار علیحدہ کام ہے۔ حالانکہ میں نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ اعلیٰ کردار اور سچائی کو فروغ دینے کے لئے ہم نے انسان کو عبادات کا حکم دیا ہے تاکہ وہ اپنے پروردگار سے ہر وقت ڈرتا رہے اور کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے بغیر نہ کرے۔''

میں حیران اور شرمندہ......اللہ کے حضور سر جھکائے کھڑا شرمندگی کے پسینوں سے شرابور ہو رہا تھا۔چند فرشتوں نے میرے سامنے آٹے کے دو پیالے رکھے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دونوں پیالوں میں آٹا ہے ایک آٹا پاکستان سے آیا ہے دوسرے پیالے میں جاپان میں استعمال ہونے والا آٹا ہے۔پاکستانی آٹے میں سوکھی روٹیاں لکڑی اور دیگر قسم قسم کی اشیاء پسی ہوئی ہیں۔حالانکہ پاکستان میں بے پناہ گندم پیدا ہوتی ہے ہم نے پاکستان کو ایسی زرخیز زمینیں عطا کی ہیں۔ وافر مقدار میں پانی عطا کیا ہے بہترین موسم دیئے ہیں مگر پاکستان کے لوگ اپنے ہی بھائیوں کے دشمن ہیں وہ اپنے ہی بھائیوں کو ایسی اشیاء کھلاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ بیمار پڑے رہیں۔اس کے بعد فرشتوں نے مجھے جاپان کا پسا ہوا آٹا دکھایا۔اور مجھے بتایا گیا کہ جاپان والے مسلمان نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے پاس قرآن ہے نہ ہی یہ لوگ ہر روز پانچ وقت نمازیں پڑھتے ہیں مگر ملاوٹ کرنا بے ایمانی کرنا کسی کو دھوکا دینا یہاں جرم ہے اس لئے یہ آٹا سو فیصد خالص اور پاکیزہ ہے۔اسی طرح مجھے سینکڑوں اشیاء دکھائی گئیں کہ یہ پاکستانی فیکٹریوں میں پاکستانیوں نے اہل پاکستان کے لئے بنائی ہیں۔مگر یہ سب مضر صحت اور زہر آلود اشیاء ہیں۔ بیرونی ممالک ہماری ان اشیاء کو اپنے ملک میں داخل نہیں ہونے دیتے۔مگر پاکستانی

یہ ہی کھا رہے ہیں۔

میں نے کانپتے کانپتے اللہ تعالی سے عرض کیا کہ اے باری تعالی ایسے ناقص کام کرنے والوں کو تو ہی ہدایت دے۔ان کے دلوں میں نیکی کا جذبہ اور برائی سے نفرت پیدا کردے۔اس پر ذات باری تعالی نے کہا۔''اے بندے !ہم نے انسان کو عقل اور شعور دیئے ہیں۔اسے اچھے اور برے کی تمیز دی ہے۔اگر ہم نے بھی یہ سب کچھ کرنا تھا تو میرے محبوب اور برگزیدہ ترین انسان حضرت محمدﷺ اپنی مبارک زندگی میں اتنے مصائب کا سامنا کیوں کرتے۔؟ ہم کفار مکہ کا دل پھیر دیتے اور وہ سب ان پر ایمان لے آتے۔اس وقت ساری دنیا مسلمان ہوتی مگر یہ ہمارا اصول نہیں ہے۔ہم نے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ بنایا اسے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا۔سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی اسے اپنے امور کا مختار بنایا اور اسکے بعد ہم نے روز محشر مقرر کیا۔انسان کی راہنمائی کا عمل قرآن حکیم اور رسول اللہﷺ کی صورت مکمل ہو چکا اب تو جو بگڑے گا وہ سزا پائے گا۔جاؤ...... اہل پاکستان کو یاد کراؤ کہ انکے پاس مکمل راہنمائی اور مکمل ضابطہ حیات موجود ہے وہ اس پر عمل کریں تو ہم انکے محافظ ہیں۔اگر وہ اس پر عمل نہیں کریں گے تو اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہونگے''۔

میں ذات باری تعالی کا فرمان سن کر گر پڑا اور اللہ کے حضور بلک بلک کر دعائیں کرنے لگا کہ اے باری تعالی گناگاروں کو بے شک سزا دے مگر پاکستان میں کروڑوں کی تعداد میں نیک اور ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو دل وجان اور ہر عمل سے تیرے نیک بندے ہیں جو دونمبر لوگ نہیں ہیں۔ذات باری تعالی کا حکم ہوا کہ ان ہی نیک لوگوں کی وجہ سے تو ہم پاکستان پر اپنا فضل اور رحم نازل کرتے رہتے ہیں اگر پاکستان کے باعمل اور صحیح کردار کے لوگ اپنے دوسرے ساتھیوں کو بہتر نہیں بنا سکتے تو پھر بد دیانتی ،دھوکا دینے کے عمل جھوٹ مکر اور فریب کو مٹانے کے لئے ہمیں ان لوگوں کی قربانی دینے میں بھی کوئی پرہیز نہ ہوگا۔میں نے عرض کیا کہ جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کو بہتر بنانے کا عمل تو شروع کیا ہے۔اب انہیں موقع دیا جائے جس پر اللہ نے کہا کہ یہ آپ لوگوں کا اپنا مسئلہ ہے ہم نے تو حکم دے دیا تھا کہ اے ایمان والو نیکی اور بھلائی کے کام میں تعاون کرو اور برائی اور بدی کے کاموں میں حصہ لینے سے کھل کر انکار کرو۔

اسکے بعد اللہ کے حکم سے فرشتوں نے مجھے وہ تحائف دکھائے جو پاکستان کی طرف سے اللہ کے نام پر دیئے گئے تھے ان میں خالص آٹا سوکھی ہوئی روٹیاں پھٹے پرانے کپڑے ان سب اشیاء کے ڈھیر ہیں۔ مجھے ایک کونے میں چھوٹا سا منشی ہسپتال فاطمہ میموریل ہسپتال کراچی کے کچھ ادارے بھی نظر آئے مگر پھٹے پرانے گندے کپڑے کے بے پناہ بڑے

ڈھیروں کے سامنے یہ سب ماچس کی ڈبی لگ رہے تھے۔فرشتوں نے پھر مجھے بندو کی طرف سے آئے ہوئے تحائف دکھائے میں حیران ہو گیا۔ان میں سر گنگا رام ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال، میو ہسپتال، لیڈی ولنگٹن ہسپتال کراچی اور پشاور کے بے شمار ادارے بڑے بڑے بھاری بھرکم نظر آرہے تھے۔انگریزوں اور دیگر غیر مسلموں کی طرف سے خالص دودھ، گھی، ادیات اور ہر قسم کے اناج ڈھیروں ڈھیر پڑے تھے۔فرشتوں نے کہا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ استعمال نہیں کرتے یہ اللہ کے بندوں کے لئے ہی جاتا ہے۔مگر جو اللہ کے نام دیتا ہے۔وہ یہاں پہنچتا ضرور ہے۔

میں نے یہاں پاکستانی ''تحائف'' میں راولپنڈی کا شفا مرکز اور شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال بھی دیکھا۔ مگر یہ تحائف تو ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔البتہ یہ بدبودار اشیاء کا کوہ ہمالیہ......وہاں موجود تھا۔

میں شرمندگی کے بوجھ اور ندامت سے سر جھکائے وہاں سے روانہ ہوا تو ذات باری تعالیٰ نے حکم دیا......''ہم نے توبہ کے دروازے بند نہیں کئے۔ہم نے اپنا فضل و کرم بند کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ہم نے ابھی پاکستان کے مسلمانوں کے لئے کوئی روز سزا مقرر کیا ہے۔جاؤ خود بھی سمجھو اور اپنے پاکستانی بھائیوں کو بھی سمجھاؤ۔اللہ کی سچائی اور صداقت سمجھنے کے لئے کسی کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔اور نہ ہی ہمیں کسی کے صدقہ خیرات کی ضرورت ہے۔اگر کوئی خیرات کرتا ہے تو اپنی ہی گردن کا بوجھ کم کرتا ہے۔اگر کوئی نیکی کرے گا زندگی میں سچائی اور دوسروں کی بھلائی کا عمل کرے گا تو وہ اپنا بوجھ کم کر کے اپنے درجات بلند کرے گا۔لوگوں کو بتاؤ کہ وہ اپنے سروں پر اتنا بوجھ جمع نہ کریں کہ وہ ان سے اٹھایا ہی نہ جاسکے۔

یہ کوئی خواب تھا یا خیال میں اپنے پروردگار سے کوئی معاملہ تھا۔اللہ بہتر جانتا ہے مگر یوں محسوس ہو رہا تھا گویا یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔راولپنڈی میں بہت سے نیک بزرگ گذرے ہیں۔وہ اللہ کا نام جب بھی لیتے ''اللہ بادشاہ کہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو بادشاہوں اور شہنشاہوں کا پیدا کرنے والا ہے اور ان کے نصیب طے کرنے والا ہے۔پھر بھی اللہ سے محبت کرنے والے اسے اللہ بادشاہ یعنی ایسا بادشاہ جو واقعی کائنات کی ہر چیز کا خالق اور مالک ہے اور اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔وہی ہے، وہی رہے گا اور ہم پاکستانی مسلمان اس رب کائنات کے ساتھ مذاق کرتے ہیں......توبہ استغفر اللہ!

یہ پاکستان اللہ بادشاہ کا گھر ہے اسے خراب نہ کرو۔اسے پاک وصاف کرو اور یہ کرنے کے لئے سب سے پہلے

پاکستانی بھائیو! اپنی نیت ارادے اور ایمان کو صاف کرو۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں سب کچھ سکھایا، بتایا اور لکھ کر ہمارے لئے رکھ دیا تو پھر اس کج عملی کی کیا ضرورت ہے اور آج ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہم بددیانتی کے اندھیروں میں جینا چاہتے ہیں یا دیانت داری کے اجالوں میں اپنی اولاد کو پھلتے پھولتے دیکھیں گے۔ میری دعا ہے کہ اگلی نسل صاف ستھرا پاکستان اور دنیا کا انتہائی باوقار پاکستان دیکھے۔

میرا نظریہ......اور پاکستان

میرے نظریہ کی دفعہ 4 کے تحت ہر پاکستانی کے دل سے شرطیہ برائی کے خاتمہ کا نظام قائم کرنا ہے اور مجھے یقین ہے میں اس پر مکمل اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ پاکستان کی قسمت سنوار دے گا اور میں جانتا ہوں کہ یہی نظام پاکستان کے عوام کو ''تحفہ'' ملنا چاہئے کیونکہ مولانا الطاف حسین حالؔی نے بھی یہی فرمایا تھا۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

کاش میرے ملک کے سیاستدان اس منسخہ وفا کو پا جائیں۔ ہمارے پاکستانی دنیا کے ذہین ترین لوگ ہیں۔ ان کے دل ودماغ پاک صاف کئے جائیں اس کی انہیں سخت ضرورت ہے۔ میرے پاس ایک جاپانی واشنگ مشین ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ پاکستان کے سب لوگوں کو اس ڈال کر ہر قسم کے داغ ودھبہ سے پاک کردوں۔ میں نمونہ کے طور پر آپ کو جاپان کی مثال دیتے ہوئے سمجھانا چاہتا ہوں۔

52 سال قبل جاپان کی صورتحال ہمارے پاکستان کی نسبت بہت زیادہ خستہ اور نازک تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جاپانیوں کا جو براحشر ہوا تھا، اس سے جاپان والوں نے یہ سوچ لیا کہ جنگ کسی بھی مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہے۔ بڑے سے بڑے مسئلہ کو بات چیت کے ذریعہ حل کیا جاسکتا ہے۔ طاقت کے استعمال کے بغیر اپنے مسائل حل کئے جاسکتے ہیں۔ جاپانیوں میں یہ سوچ اس وقت ابھری جب امریکہ نے جاپان کے دوشہروں کو ایٹم بم پھینک کر خاک سیاہ کردیا۔ یہاں کے لاکھوں انسان جل گئے اور ختم ہوگئے اور ان بموں کے تابکاری اثرات آج تک جاپان کے لوگ بھگت رہے ہیں۔ جاپانی

بزدل لوگ نہیں وہ بہت بہادر اور جفاکش لوگ ہیں۔ غیرت مند ہیں اور باوقار زندگی گذارنے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا جس کے مطابق،

1...... جاپانی قوم کے ہر فرد کے لئے اعلیٰ تعلیم لازمی قرار دی گئی۔ آج آپ کو جاپان کے لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنرمند ہی ملیں گے پورے جاپان میں کوئی ایسا فرد نہیں ملے گا جو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہ ہو۔

2...... جاپان کے عوام نے کسی بھی حالت میں امریکہ کے ساتھ ہی اپنے دفاع کے معاہدے کر رکھے ہیں۔ ان کی وجوہات جو بھی ہوں مگر جاپان کے عوام نے ان کو دل و جان سے تسلیم کر کے ان کی پابندی کی ہے۔ وہ اپنی آزادی اور جمہوریت سے پیار کرتے ہیں۔

3...... جاپان کے عوام کا واحد مقصد ترقی کرنا۔ اپنے ملک کو ترقی دینا اور اپنے آپ کو دنیا کے انتہائی باوقار ممالک کی صفوں میں سب سے نمایاں رکھنا ہے۔ آپ دیکھیں جاپانی عوام اس میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

4...... جاپان کے عوام اور جمہوری نظام نے جاپان میں خود احتسابی کا ایک ایسا مضبوط نظام قائم کیا ہے کہ اس میں بددیانت اور بدعنوان افراد خود بخود سامنے آجاتے ہیں۔ گذشتہ دس برسوں میں جاپان کے پانچ وزیراعظم بدعنوانی کے الزام میں پکڑے گئے مگر انہوں نے جھوٹ نہیں بولا۔ اپنی برائی کا اعتراف کیا۔ قوم کا مال قوم کے سپرد کیا اور اس کے بعد عوام نے دوبارہ ان کی شکل نہیں دیکھی وہ گمنامی میں چلے گئے۔

5...... جاپان کے عوام جھوٹ اور ملمع بازی سے نفرت کرتے ہیں۔ آپ کے گھر میں جاپانی، ٹی وی، وی سی آر، فرج اور الیکٹرونکس کا سامان اس بات کا گواہ ہے۔ جاپان کے بنے ہوئے سامان پر آپ کیا دنیا کے ہر ملک میں آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا جاتا ہے۔

صرف اسی لیے کہ جاپانی ایماندار اور محنتی قوم ہے۔ دو نمبر اشیاء بنانے میں بھی اتنی ہی ذہانت اور محنت کی ضرورت پڑتی ہے جیسا کہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نمبرون شے بنانے میں تو پھر دو نمبر کیوں، ایک نمبر کیوں نہیں۔ کیا ہم پاکستانی اس پر غور نہیں کر سکتے؟۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پڑھی لکھی قومیں ہی ترقی کرتی ہیں اور ان کی فکر بھی درست سمت میں ہوئی ہے۔ ان پڑھ اور جاہل لوگ لکیر کے فقیر ہوتے ہیں اور ان میں تخلیقی ذہن کا فقدان ہوتا ہے۔ ہمارے پاس آج بھی یہ موقع موجود

ہے کہ ہم اپنے لئے پہلے والا راستہ اختیار کریں۔ حالات بدل نہیں سکتے اگر ذہن کو نہ بدلا جائے۔ آئیں ایک نئی منزل کی طرف نئی امید سے بڑھیں۔ امید کا دیا تو ہم غیر ممالک میں رہنے والے پاکستانیوں نے جلا دیا ہے۔ آپ آگے بڑھیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راہنمائی کی امید باندھیں۔

آج کل پاکستان میں بھی اور دنیا بھر میں احتساب کی آوازیں کان میں پڑتی ہیں۔ جن ممالک میں جمہوری نظام کے ساتھ ہی مکمل قانون سازی کر کے احتساب کے عمل کو جمہوریت کا ایک حصہ بنا دیا جاتا ہے وہاں آج تک احتساب کا عمل عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔ لوگ حیران ہوئے ہیں کہ یہ لوگ آج تک احتساب کے بغیر چل رہے تھے۔ مگر جن اقوام کے ہاں احتساب کا عمل موجود نہیں تھا وہ اسے اب اختیار کر رہے ہیں ان میں سے اہل پاکستان بھی شامل ہیں اور ہر پاکستانی کی خواہش ہے کہ احتساب کے عمل کو کامیاب بنائے اور یہ مشن کامیابی سے تکمیل تک پہنچے۔ مگر یہ حکومتوں کے کام ہیں۔ حکومتوں کو کرنے دیں، البتہ ہمارا فرض ہے کہ ایک عام پاکستانی کی حیثیت سے ہم خود اپنا احتساب کریں۔

میں چونکہ خود پاکستانی ہوں۔ مگر جاپان میں رہتا ہوں میں یہ دیکھتا ہوں کہ ہر جاپانی اپنے سارے کام خود کرتا ہے۔ جاپانی معاشرہ حکومت پر انحصار نہیں کرتا۔ مگر ہم پاکستانی ہمیشہ حکومتوں پر ہی انحصار کرتے ہیں ہر شخص توقع کر رہا ہوتا ہے کہ حکومت خود چل کر اس کے پاس آئے اور اس کے لئے کچھ کرے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ جاپان میں ایسا نہیں ہے۔ لوگ کسی کام کے لئے بھی حکومت کی طرف نہیں دیکھتے۔ خود کرتے ہیں اس لئے میں اپنے بھائیوں اور اپنی قوم سے یہ کہوں گا کہ یہ دور 21 ویں صدی میں داخل ہونے کا ہے۔ آپ سب لوگ یہ بھول جائیں کہ حکومت آپ کی مدد کو آئے گی یا آپ کے لئے کچھ کرے گی۔ ہر پاکستانی نے اپنی زندگی خود بنانی ہے۔ ہم سب اپنے نقائص سے خود آگاہ ہیں اگر ہم ٹھیک ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے سامنے کوئی رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

پاکستان ایک خوبصورت رنگین ٹی وی کی طرح ہے۔ جس میں ہم اچھے پروگرام دیکھتے ہیں اور کبھی کبھار اس میں برے مناظر بھی دیکھنے پڑتے ہیں کہ یہ بھی ہمارا مقدر ہے۔ مگر جب ہمارا ٹی وی ہمیں کچھ نہ دکھائے...... تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ٹی وی خراب ہو گیا ہے۔ اس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور پھر ہمیں کسی اعلیٰ درجہ کے اچھے انجینئر اور مکینک کی ضرورت ہے جو اسے ٹھیک کرے۔ مگر اسے ٹھیک وہی کر سکتا ہے جو ٹیلی ویژن کو ٹھیک کرنے کی انجینئرنگ اور تکنیک جانتا ہو۔ بلڈنگ بنانے والا یا نہریں کھودنے والا انجینئر اس کو ٹھیک نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ٹی

وی ٹھیک کرنے کے لئے ٹیلی ویژن کا ہی انجینئر تلاش کریں۔

میں پاکستان کو ٹھیک کرنے کے لئے سات نکاتی منشور پیش کر چکا ہوں۔ جس میں سب سے زیادہ اہم نکتہ (4) ہے کہ ہر شخص کے دل سے برائی اور شر ختم کیا جائے۔ میں جانتا ہوں کہ اس پر وہ لوگ عمل کریں جو اپنے اور اپنے خاندان کے لئے اور پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کے لئے۔ اس نظام کی تلاش میں ہیں اور یہ نظام احتساب کے عمل کو بڑی تیزی سے پورا کر سکتا ہے۔

زخموں سے چور چور پاکستانی

باون برسوں میں جس طرح ٹیکسوں اور مہنگائی نے پاکستانی قوم کو زخمی کیا ہے اس سے پاکستانی قوم کا پورا جسم زخم زخم ہے اور ہر جگہ نیل پڑے ہوئے ہیں۔ ان سے خون بہہ رہا ہے۔ پوری قوم درد کے عذاب سے چیخ رہی ہے اور شاید اب تو آہ وزاری اور احتجاج کرنے کے لئے طاقت بھی نہیں رہی اسی حالت میں تو نہ ڈاکٹر یا حکیم ہے جو قوم کو دوا دے قوم کی اتنی پٹائی اور کھچائی ہو چکی ہے کہ اب اگر اسے اور پیٹا جائے تو گھسیٹا جائے تو عام آدمی میں آہ وزاری کرنے اور احتجاج کرنے کی طاقت بھی نہیں رہی آواز بھی نہیں نکال سکتے۔ (میں خود اور لاکھوں پاکستانی اس دکھ کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑ کر دیارِ غیر میں نوکریاں اور کام کر رہے ہیں۔) احتساب کا عمل تو شروع ہو گیا ہے اب یہ عمل تو جاری رہے گا مگر ایک عام پاکستانی کے دل و دماغ پر جو زخم ہیں اور اس کے سینہ میں جو درد ہے اس کا علاج کیسے ہوگا۔ اس کا تو سارا انجر پنجر ٹوٹنے والا ہے۔

میری کوشش یہ ہے کہ جاپانی ٹیکنالوجی اور تھوڑی بہت جاپانی انجینئرنگ کرتے ہوئے پاکستان کے سسٹم میں جو خرابی ہے اس کو درست کرنے کی طرف اربابِ اقتدار کی راہنمائی کروں تاکہ پاکستانی نظام کو درست اور صحت مند حالت میں واپس لایا جا سکے۔ تو آیئے پہلے پاکستانی قوم کے دکھوں اور دردوں پر مرہم پٹی سے بات شروع کریں۔ زخموں پر نمک مرچ چھڑکنے کی بجائے زخموں پر مرہم رکھنے والوں کی تعداد اگر پاکستان میں بڑھتی جائے تو آہستہ آہستہ کبھی نہ کبھی زخم

ٹھیک بھی ہوسکتے ہیں۔ ملک کی مختلف پالیسیوں جو عام پاکستانیوں کے نزدیک غلط ہیں۔ ان کی وجہ سے قوم مسلسل دکھ اٹھاتی چلی آ رہی ہے۔ اب فوجی انتظامیہ سے عوام امید کر رہے ہیں کہ یہ جو کام بھی کرے گی احتیاط سے کرے احتجاج صرف یہ ہے کہ عوام میں دکھ سہنے کی قوت اب باقی نہیں ہے اب عوام کو مزید دکھ دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے (ٹیکس لگا کر اشیاء کی قیمتیں بڑھا کر) عوام کو اور زیادہ دکھ نہ دیں۔ پاکستان میں 80 لاکھ سے زیادہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بے کار اور بے روزگار پھر رہے ہیں انہیں روزگار فراہم کیجئے۔ جو کہ ایک بہت مشکل کام نظر آتا ہے۔ مگر یہ کام ایسا مشکل نہیں ہے۔ پاکستان میں آٹھ ہزار سے زیادہ کارخانے فیکٹریاں بند پڑے ہیں۔ ان اداروں کو چلانے کے ئے مناسب اقدام کیا جائے۔ تو یقیناً اس وسیع بے روزگاری سے عوام کی کسی نہ کسی حد تک جان چھوٹ جائے گی۔ ایک عام سیدھا سادہ پاکستانی بڑی مشکل سے اپنی زندگی کی گاڑی گھسیٹ رہا ہے۔ حکومت اس کی مدد کرے اگر مدد نہیں کر سکتی تو مزید ٹیکس اور قیمتیں بڑھا کر عوام کی گاڑی کے ٹائروں کی ہوا تو نہ نکالے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر چیز وافر مقدار میں عطا کی ہے۔ پاکستان اللہ کی ایسی نعمتوں سے خالی نہیں۔ اللہ میاں نے تو کسی چیز پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا۔ ہوا، پانی، زمین کی پیداوار ہم نے ہوا کے علاوہ اللہ کی ہر نعمت پر بھاری ٹیکس عائد کر رکھے ہیں اور اب تو یہ خطرہ بھی لوگوں کو نظر آ رہا ہے کہ کل کلاں اگر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے تازہ ہوا پر بھی ٹیکس کی تجاویز دیں تو ہماری حکومت اور نوکر شاہی اس پر بھی عمل درآمد میں دیر نہیں کرے گی۔

بات مرہم پٹی اور دردوں کے علاج شروع ہوتی تھی، اب جب تک صحیح علاج نہ کیا جائے تو زخموں کے ٹھیک ہونے کی بجائے ان میں پیپ بڑنے اور خرابی زیادہ ہونے کے خطرات پیدا ہو رہے ہیں اور یہ زخم اگر زیادہ خراب ہو جائیں تو انسانی جسم کے اعضاء کاٹے بھی جاسکتے ہیں اور اگر ایسے زخمی صرف مرہم پٹی سے درست ہو جائیں تو پھر اور کیا چاہئے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میرے دادا حکیم تھے اور حکیم کا پوتہ ہونے کے ناطے میں پاکستانی بھائیوں کی خدمت میں ایسی جاپانی مرہم پیش کرنا چاہتا ہوں جو اتنی طاقت اور اثر والی ہے کہ ہر قسم کے زخموں کو ٹھیک کر دے گی دکھوں اور دردوں سے عوام کو نجات دلا دے گی اور زخموں کو جلد سے جلد مندمل کر دے گی تاکہ ہم سب سچی اور تحقیقی خوشی حاصل کر کے پاکستان کو ایک خوشحال اور معاشی طور پر کارآمد مضبوط ملک بنا سکیں۔ یہ مرہم اور یہ علاج معالج کی باتیں اسی لئے ہیں کہ ہم اپنے آپ کا خود علاج کریں۔ یہ پاکستان اور اس کے رہنے والے ایک خاندان کی طرح ہیں۔ ہم سب مل جل کر پہلے تو اپنی

اصلاح کریں۔ اپنی خامیوں کا علاج کریں۔ اپنی خامیوں جو ہم سب میں انفرادی اور ذاتی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کو دور کریں۔ ہم سب اپنے آپ کو ایک قوم ایک خاندان اور ایک گھرانہ سمجھیں تو پھر کیا مسئلہ ہے جو باقی رہ جائے گا......؟ جب ہم ایک دوسرے کو اپنا بھائی اپنی بہن بیٹی اور ماں خیال کریں گے تو ہم میں کون بے ایمانی کرے گا......؟ کون مرچوں میں اینٹ اور روڑے ڈالے گا......؟ کون اٹے میں باسی اور ناصاف روٹیاں اور لکڑی کا برادہ ملائے گا......؟ کون گھی میں ملاوٹ کرے گا اور نہ ہی کوئی دودھ میں پانی اور پاوڈر ملائے گا۔ ٹھیک ہے۔ اس کے لئے قانون بھی ہونا چاہئے۔ ریاستی انتظامیہ کی بھی ذمہ داری ہے۔ مگر یہ ریاستی انتظامیہ والے بھی تو ہمارے ہی بھائی ہیں ہم سب جب باہم شیر وشکر ہو جائیں گے۔ ہم پاکستانی سب آپس میں بھائیوں کی طرح مل کر رہیں گے تو بدعنوانی اور بے ایمانی کرنے والے کہیں باہر سے تو نہیں آئیں گے۔ ملک وطن ایک شجر سایہ دار ہے۔ قوم اور جذبہ حب الوطنی اس کا تنا ہے اور سب صوبے اور خاندان اس درخت کی جڑیں ہیں۔ ہم سب مل کر اس درخت کی جڑیں مضبوط کریں۔ اس کے تنے کو مضبوط کریں۔ تو یہ درخت بڑا ہوتا رہے گا اور اس کا سایہ بھی بڑھتا رہے گا۔ پھیلتا رہے گا۔ پاکستان کی جڑیں مضبوط ہونگی تو کوئی آندھی یا طوفان اس درخت کو ہلانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ پاکستان کے لوگوں کو باہم مل کر خوش ہونے اور آپس میں دوستی اور تعلق کے رشتہ کو مضبوط بنانے کے لئے خوشی کے بہت سے تہوار مقرر کرنے چاہیں۔ شادی بھی ایک ایسا ہی تہوار ہوتا ہے جس میں دوست اور دشمن سب اکھٹے ہوتے ہیں۔ ظالموں نے وزیر اعظم ہاؤس کا دو ارب اور پچاسی کروڑ روپے سالانہ خرچ تو بند نہیں کیا۔ اور دیگر ایوانوں کے اخراجات بھی بند نہیں کئے۔ مگر معاشرتی میل جول کا یہ بہانہ بند کر دیا گیا۔ حکومت کو چاہئے تھا کہ ایسی دعوتوں کے لئے شادی بیاہ کے مواقع پر حکومت غریب اور کم حیثیت کے لوگوں کو مدد دیتی کہ جاؤ بیٹی بیٹے کی شادی پر سب عزیزوں اور دوست احباب کو بلاؤ اور مل کر کھاؤ پیو اسی سے محبت بڑھتی ہے۔ میرا بس چلے تو پاکستان کے چاروں صوبوں میں خوشی اور محبت کے تہوار سرکاری خرچ پر منائے جائیں تاکہ عوام میں لوگوں میں پاکستانیوں میں ایک دوسرے سے ربط ضبط اور تعلق بڑھے۔ گہرا ہو۔

اب ٹیکس کا مسئلہ ہے۔ جاپان میں ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ حکومت کو باقاعدہ ٹیکس دیتا ہے۔ یہاں لاکھوں غیر جاپانی بھی ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو غیر قانونی طور پر رہ رہے ہیں۔ وہ جہاں کام کرتے ہیں ان کی تنخواہ میں سے ٹیکس کٹ جاتا ہے۔ اس طرح پاکستان میں غریب آدمی تو ٹیکس بھی دیتا ہے۔ براہ راست بھی اور بالواسطہ بھی پاکستان میں کس

چیز پر ٹیکس نہیں ہے۔ پاکستان میں جو بھی روٹی کھاتا ہے۔ وہ ٹیکس دیتا ہے۔ جو سگریٹ پیتا ہے وہ بھی ٹیکس دیتا ہے۔ بازار میں کون سی چیز ہے جس پر ٹیکس نہیں ہے؟۔ پھل، سبزیاں، اشیائے خورد ونوش، کپڑا، جوتا، ہر چیز پر ٹیکس ہے۔ لوگ جب یہ چیزیں خریدتے ہیں تو وہ ٹیکس دیتے ہیں۔ البتہ پاکستان کے امیر لوگ ٹیکس نہیں دیتے صنعتکار اور سرمایہ دار۔ جو بھی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ پانی بجلی گیس پٹرول کے جو بھی بل ہیں۔ یہ سب عوام کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ یہ اپنے تمام اخراجات اپنی فرموں سے وصول کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ پاکستان میں خصوصاً اسلام آباد میں میں کئی لوگوں سے ملا ہوں۔ ان کی لاکھوں روپے کی آمدنی ہے کوٹھیوں میں بارہ یا اس سے بھی زیادہ اے سی لگے ہیں۔ دن رات چل رہے ہیں۔ پوچھا اس کا بل کہنے لگے کہ فرم ادا کرتی ہے۔ انکم ٹیکس بھی فرم ادا کرتی ہے اور یہ لوگ صرف عیش کرتے ہیں۔

پاکستان میں جاگیرار، اگرچہ اب تھوڑے رہ گئے ہیں۔ مگر ان کی تعداد ایسی تھوڑی بھی نہیں۔ یہ لوگ غریب کسانوں کا خون چوستے ہیں۔ پاکستان میں زراعت تو آج بھی جاگیردار ہی کنٹرول کرتے ہیں۔ میں سویڈن وڈنمارک اور دیگر ممالک میں جاتا رہتا ہوں۔ وہاں کسانوں کی تو آپریٹو سوسائٹیاں ہیں۔ وہ باہم مل کر یہ دیکھتی ہیں کہ ان کے ملک کے عوام کے لئے سال میں کتنا گندم، کتنے چاول کتنی دالیں اور کتنے تیل والے بیجوں کی ضرورت ہے۔ کتنی کپاس اور کتنا گنا اور سبزیاں کاشت کی جائیں اور یہ لوگ فصل بونے سے قبل ملکی حکومت کو لکھ کر دے دیتے ہیں کہ اس سال ہم یہ یہ اشیاء اتنی مقدار میں پیدا کریں گے۔ اس سے نہ تو اشیاء کی گرانی ہوتی ہے اور نہ ہی حکومت کو ہنگامی طور پر بیرون ملک سے اشیاء منگوانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے ہر ملک میں زراعت ہل اور بیل کی بات نہیں یہ جدید ترین سائنسی ٹیکنالوجی کے ساتھ چل رہی ہے۔ ہر ملک میں سائنس کے اعلیٰ ادارے ریسرچ میں مصروف ہیں۔ غذائی اشیاء اور زرعی پیداوار کے گہرے مطالعہ کے بعد وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان اشیاء کو زیادہ سے زیادہ بہتر اور انسانوں کے لئے مفید کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف یہی ریسرچ کرنے والے ادارے جدید ترین علوم کے ساتھ ایسے بیج تیار کرتے ہیں جو بیماریوں سے پاک ہوں اور زیادہ سے زیادہ فصل دے سکیں۔ حتیٰ کہ بھارت جیسے ملک میں بھی یہ بات سب سے زیادہ اہم ہے کہ زراعت کو بھارت کی آبادی یا صنعتی ترقی متاثر نہ کرے۔ زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے بہترین کھادیں، کیڑے مار ادویات، بہترین بیج بہت کم قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں اور حکومت کی طرف سے یہ دھیان رکھا جاتا ہے کہ ان اشیاء میں ملاوٹ کرنے والوں کو بدترین سزا دی جائے۔ مگر ہمارے ملک میں کاشت کاروں کو یہ سہولت بالکل حاصل نہیں ہے۔ مہنگی

کھاد، مہنگا بیج ،مہنگی بجلی اور بہت ہی مہنگا پانی یہاں فصل کوئی بوئے گا اور کون اس کی پرورش کرے گا۔جس کاشت کار زمیندار کو دیکھیں وہ زمین بیچ کر کالونیاں بنا رہا ہے۔ پلازے کھڑے کر رہا ہے۔

جاپان، یورپ اور سکینڈے نیوین مما لک اور ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں زرعی زمین غیر زرعی مقاصد کے لئے فروخت کرنا جرم ہے۔ زرعی زمین کو صرف زرعی مقاصد کے لئے زراعت پیشہ ہی خرید سکتے ہیں۔ پاکستان میں یہ پابندی کیوں نہیں۔ پاکستان کی موٹروے بناتے ہوئے پاکستان کے حکمرانوں نے سب سے بڑا ظلم یہی کیا ہے کہ لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سڑک کی صورت دے دی اور اب اسی سڑک کے دونوں کناروں پر لاکھوں ایکڑ اراضی پر کوٹھیاں ،کالونیاں، فیکٹریاں اور کارخانے بنانے کے پروگرام ہیں۔افسوس دنیا بھر میں سڑکیں، کارخانے اور فیکٹریاں ایسی زمین پر بنائی جاتی ہیں جو زراعت کے لئے زیر استعمال نہ ہوں۔ کاش ہمارے حکمران عقل سے کام لیتے...... جی ٹی روڈ کو کراچی سے پشاور تک چوڑی کر دیتے ریلوے ٹریک کو کراچی سے پشاور تک دہرا کر دیتے تو پاکستان اربوں روپے کا مقروض بھی نہ ہوتا اور ملک کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین بھی اپنی پیداوار دیتی رہتی اور حکومت کی آمدنی میں بھی اربوں روپے کا اضافہ ہوتا مگر ایک آدمی نے محض اپنا خواب مکمل کرنے ،اربوں روپے کمشن کھانے کے لئے پاکستان میں زراعت کی کمر پر ایک کاری وار کیا ہے۔اس سے ہم کیا گلہ کر سکتے ہیں وہ خود اب اپنے کئے کا حساب دے گا۔

آج پاکستان کو درخت کی صورت دیکھیں تو خزاں کا موسم لگتا ہے۔مگر ہم بیرون ملک بسنے والے پاکستانی اللہ کے گھر سے مایوس نہیں ہیں۔ پاکستان کے لئے اچھا بیج استعمال ہوا، نیک نیت اور بہترین افراد نے پاکستان بنایا۔اس کی پرورش کرتے ہوئے ہم سے دیکھ بھال کی جو غلطیاں ہوئی ہیں۔اب ہم کو انکا ازالہ کرنا ہے۔ہم سب دعا کرتے ہیں کہ اب یہ دور جو ہے یہ اہل پاکستان کی مشکلات کا آخری دور ہو اور یہ جلد ختم ہو جائے۔

منزل ہے کہاں تیری

اب ہمارے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اپنی منزل کا تعین کریں کہ ہم نے کس طرف سفر کرنا ہے۔ کدھر ہم نے بڑھنا ہے۔ پہلے منزل کا تعین کر کے اور پھر اپنی منزل کے لئے صحیح راستے اور سواری کا انتخاب ہمیں منزل تک پہنچا دیتا ہے مگر ہم لوگ تو گذشتہ برس ہا برس سے کسی منزل کا تعین کئے بغیر چلے جا رہے ہیں۔ تباہیوں اور بربادیوں سے

دو چار ہیں مگر اندھا دھند نا معلوم منزل کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔

1......ہم نے پوری قوم کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا ہے۔

2......ہم نے غربت اور مفلسی کے خلاف جنگ کرنا ہے۔

3......ہم نے قومی غیرت اور وقار کو اس طرح بڑھانا ہے کہ دنیا میں ہمارا نام عزت سے لیا جائے۔

تعلیمی مقاصد کے لئے ہمیں وہی اصول اور ضابطے استعمال میں لانے چاہیئں جو ہم سے بھی غریب کم وسائل والے ممالک نے اختیار کئے۔ ہمارے سامنے سری لنکا اور بنگلہ دیش کی مثالیں موجود ہیں جہاں تعلیم کا تناسب سو فیصد کیقریب ترین ہے ۔ان ممالک میں تعلیمی اداروں کو حکومت یا چند افراد نے ذریعہ آمدنی نہیں بنایا۔ یہاں ہر قسم کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔علم حاصل کرنے کے لئے کسی شخص کا امیر ہونا یا مالدار ہونا ضروری نہیں ہے۔تعلیمی ادار یکتابیں بھی دیتے ہیں اور لائق بچوں کو وظائف بھی تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ تعلیم حاصل کریں۔ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے۔ ہمارے ہاں تعلیم کا بستر بالکل لپیٹ دیا گیا ہے۔تعلیم کو نجی شعبے کے حوالے کر کے اسے ایک منافع بخش تجارت بنا دیا گیا ہے۔تعلیم تجارت نہیں ہے ایک عبادت ہے۔ پاکستان میں سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کی تعلیم کو صرف سرمایہ دار طبقہ کے لئے مخصوص کرنے کے لئے اس کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں اس قدر اضافہ کر دیا گیا ہے کہ معمولی ڈگری حاصل کرنے کے لئے لاکھوں روپے خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔جو عام آدمی نہیں کر سکتا اس لئے وہ تعلیم کے زیور سے محروم ہے۔

موجودہ حکومت کو یہ اعداد وشمار شائع کرنے چاہئیں کہ گزشتہ دس برسوں میں پاکستان میں سائنس اور عمرانی علوم کے شعبوں میں کتنے لوگوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ کتنے افراد نے کمپیوٹر کی جدید تعلیم میں مہارت حاصل کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سابق حکمرانوں کے سارے جرم معاف کر کے انہیں صرف اس جرم کی شدید ترین سزا دی جانی چاہیئے کہ انہوں نے تعلیم پر نجی شعبہ کی اجارہ داری قائم کر کے پوری قوم کو جہالت کے اندھیروں میں دھکیل دیا ہے اور یہ جرم نا قابل معافی ہے۔رشوت، کمشن، یا قومی خزانے کی لوٹ مار...... یہ سب معاف ہو سکتا ہے مگر قوم کو جاہل بنانے کا جرم......نا قابل معافی ہے۔

دوسرے نمبر پر مفلسی اور غربت کا خاتمہ ہے۔ دنیا بھر میں حکومتیں اپنی معیشت کو مضبوط ترین بنیادوں پر استوار کرتی ہیں۔انہیں علم ہوتا ہے کہ ملک میں کتنے افراد آباد ہیں۔کون کیا کام کرتا ہے۔ جو لوگ بے کار ہیں ان کے لئے کام

مہیا کیا جا سکتا ہے۔ یہ بادشاہوں کے زمانوں میں جو بڑے بڑے قلعے محلات، عبادت گاہیں، عمارات اور سیر گاہیں تعمیر کی جاتی تھیں۔ ان کا مقصد یہ بھی تھا کہ لوگوں کو روزگار کے مواقع ملیں۔ آج کی جدید اور ترقی یافتہ اقوام پوری آبادی کی اوسطا فی کس آمدنی طے کرتے ہیں اور اسے ایک باوقار زندگی بسر کرنے کے لئے کم از کم آمدنی طے کر دی جاتی ہے۔ اگر اسے معاشرہ میں کوئی نوکری نہیں ملتی اور حکومت بھی اسے کوئی کام نہیں دے سکتی تو پھر ایسے افراد کو بے کاری الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اس کی تعلیم اور صحت کے اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے۔

اسلام کا یہ بنیادی اصول ہے کہ اسلامی مملکت ہر شہری کو،

☆......اپنے لئے باعزت گھر،

☆......روزگار اور صحت،

☆......جان و مال کا تحفظ عطا کرے گی۔

مگر ہماری حکومت کیا کر رہی ہے۔ گزشتہ پچاس برسوں سے کیا ہو رہا ہے۔ جاگیردار، سرمایہ دار، صدر، وزیر اعظم اور گورنرز، سرکاری گھروں میں بھی رہتے ہیں اور پنشن بھی پاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں ان مراعات کی کوئی ضرورت نہیں یہ لوگ سرمایہ دار اور جاگیردار ہیں۔ مگر یہ لوگ اپنے طبقہ کو پال رہے ہیں اور یہ رویہ جاری ہے۔ اس پر خط تنسیخ پھرنا ضروری ہے۔

غربت اور مفلسی کو ختم کرنے کے لئے کسی بہت بڑے بجٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لئے ایک مثبت رویہ کی ضرورت ہے۔ ملک کی معیشت کو از سر نو مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی ایسے معاشی ماہر کی ضرورت ہے جو معیشت کا رخ اس ملک کی زمینوں، فیکٹریوں، کارخانوں اور اس ملک کے عوام کی طرف پھیر دے۔ پاکستان میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے حکم پر حکومت پاکستان سرکاری ملکیت میں موجود تمام ادارے بیچ رہی ہے۔ اور اس میں سابقہ مفاد پرست حکمرانوں نے سب سے خطرناک کام یہ کیا کہ منافع میں چلنے والی سیمنٹ فیکٹریاں اور دیگر کارخانے جن میں گھی اور دیگر اہم ضروریات کے ادارے تھے یہ سب سے پہلے بیچ دیئے گئے ہیں اور ان میں سے بہت سے ادارے تو اتنے سستے بیچے گئے کہ جس فیکٹری کی صرف زمین کی قیمت دو ارب روپے بنتی تھی اور اس کی اربوں روپے کی مشینری اور چلتا ہوا کاروبار تھا۔ بینک بیلنس تھا۔ اسے معمولی قیمت پر بیچ دیا گیا۔ ایک نہیں سینکڑوں ادارے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نج کاری کے نام پر حکمرانوں نے

یہ اپنا کاروبار بنالیا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے اثاثے بکتے چلے گئے ۔ بیچنے والے اور خریدنے والے ارب پتی ہو گئے اور پاکستان، غریب آدمی کا پاکستان مفلس ہوتا چلا گیا اور اس کے ساتھ اس کے چودہ کروڑ عوام بھی مفلس ہو گئے ۔ جس ملک کے پاس اس کے اثاثے ہی نہیں ہونگے ۔ اس ملک کی کرنسی کی قیمت کیا رہ جائے گی ۔ ہمارے ملک کے ساتھ یہی ہوا ہے ۔ پاکستان کی معیشت کو درست کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان کے جو اثاثے نج کاری کے نام پر بیچے گئے ہیں ۔ ان کے بارے میں مکمل خفیہ تحقیقات کی جائے اور جہاں کہیں بدعنوانی ہوئی ہے وہاں گرفت کی جائے ۔ بیچنے اور خریدنے والی دونوں پارٹیوں کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں ۔ جن ممالک میں بھی نج کاری ہوتی ہے سب سے پہلے ادارے جو منافع میں نہ چل رہے ہوں یا ان میں مزید سرمایہ کاری کی ضرورت ہو انہیں فروخت کیا جاتا ہے ۔ مگر ہمارے ہاں یہ کام بالکل الٹ ہوا ہے ۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ صنعتکاروں کو حکومت نے فیکٹریوں اور کارخانوں کے لئے بہت رعایتی بلکہ برائے نام قیمت پر صنعتی پلاٹ فراہم کئے ۔ کوٹ لکھپت اور کالا شاہ کاکو کے صنعتی علاقے میں چند ہزار روپے کا ایکڑ کے حساب سے زمینیں دی گئیں ۔ مگر اب یہ صنعتکار اسی زمین کو جو کہ صرف صنعتی مقاصد کے لئے رعایتی قیمت پر دی گئی تھی کو لاکھوں روپے کنال کے حساب سے بیچ رہے ہیں ۔ حلانکہ یہ زمین حکومت کی طرف سے انہیں لیز پر دی گئی تھی ۔ صرف صنعتکاری کے لئے ۔ نہ کہ کالونیاں بنانے کے لئے مگر اس کی باز پرس کون کرے؟ موجودہ حکومت ہی کر سکتی ہے کیونکہ پہلی حکومتیں تو اس کاروبار اور پاکستان کو تباہ کرنے کے مشن میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق تھیں ۔

موجودہ انتظامیہ اگر پاکستان میں پی آئی اے ، ریلوے ، واپڈا، تھرمل پاور ہاؤسسز اور دیگر اہم اداروں کی نجکاری نہ کرنے کا اعلان کرے تو روپے کی قیمت میں اضافہ ہوگا ۔ پاکستانی کرنسی پر دنیا بھر کا اعتماد بڑھے گا ۔ ریلوے، واپڈا اور پی آئی اے کو ترقی دینے کے لئے پروگرام بنائے جائیں ۔ سابقہ حکومتوں نے پاکستان میں ٹرانسپورٹرز سے رشوت اور کمشن کھا کر ریلوے اور پی آئی اے کا ستیاناس کر دیا ۔ اس کا ازالہ کیا جائے ۔ ریلوے اور واپڈا پاکستان کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ انہیں بیچنے کا سوچنا بھی پاکستان کی سلامتی کو خطرہ میں ڈالنے والی بات ہے ۔ البتہ ریلوے، پی آئی اے اور واپڈا میں جو انتظامی خرابیاں ہیں یا جو پیدا کر دی گئی ہیں ۔ انہیں دور کرنے کا اہتمام کیا جائے تو پاکستان کی معیشت بہتری کی طرف رخ کر سکتی ہے ۔

تنخواہیں بڑھانے سے غربت مفلسی مہنگائی دور نہیں ہوسکتی۔ پاکستان میں روزگار کے مواقع زیادہ پیدا کئے جائیں۔ آٹھ ہزار سے زیادہ کارخانے اور فیکڑیاں جو بند پڑی ہیں انہیں چلایا جائے۔ ان کی پیداوار کو مناسب انداز میں مارکیٹ کیا جائے۔ بند صنعتوں کو چلانے کے لئے اگر حکومت کو کچھ رقم بطور جاری سرمایہ لوگوں کو مزید قرض دینا پڑے تو اس میں بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔

پاکستان میں غربت اور مفلسی ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ پاکستان میں کام کرنے کے مواقع زیادہ کئے جائیں۔ پاکستان میں بھی کارخانے فیکٹریاں تین تین شفٹوں میں چلیں۔ جو شخص کام کرنا چاہے اسے کام مل جائے۔ تو پھر پاکستان میں کوئی مفلس اور غریب نہ رہے گا مگر آج پاکستان میں اسی لاکھ پڑھے لکھے نوجوان ڈگریاں ہاتھوں میں لئے سڑکوں پر جوتے چٹخاتے پھرتے ہیں۔ ان نوجوانوں کو ملازمتیں دینے کی حکومت پابند ہے۔ روزگار کی فراہمی حکومت کا فرض ہے جو اس سے انکار کرے اسے حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ تیسراا اہم نکتہ، ملک وقوم کے وقار اور غیرت کا ہے۔ جب سب لوگوں کو اپنے روزگار کے لئے کام کرنا پڑے گا، محنت کرنا ہوگی، تو پھر اس ملک میں امن اور چین ہوگا۔ ہر طرف سلامتی اور خیر ہی خیر ہوگی۔ اس وقت جو اٹھتا ہے پاکستان کی سلامتی کے خلاف بلاتکلف منہ کھول لیتا ہے چونکہ بے کاری، بے روزگاری اور مہنگائی کی وجہ سے عوام کی اکثریت اپنے حالات سے بے زار ہے اس لئے لوگ ایسے لوگوں کی پاکستان کے خلاف باتیں بھی سن لیتے ہیں۔ ہر کوئی سوچتا ہے کہ بے نظیر جاگیردارنی اس ملک کو لوٹنے میں مصروف رہی اس کا خاوند آصف زرداری کھلے عام غیر قانونی کام کرتا رہا۔ اس کے بعد نواز شریف کے خاندان اور ان کے ساتھیوں نے اس ملک کو لوٹنا شروع کر دیا ایسے حالات میں جب کوئی سیاستدان عوام کو کہتا ہے کہ کیا پاکستان ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی لوٹ کھسوٹ کے لئے بنایا گیا تھا......؟ عوام تو اپنی کھلی آنکھوں سے اس ساری لوٹ مار کو دیکھ رہے ہیں اور وہ ملک سے ہی مایوس ہو جاتے ہیں۔ مگر جب سب لوگ کام کر رہے ہوں جو جتنا کام کرے اسے اس کا اتنا ہی معاوضہ بھی ملے تو پھر کسی کے پاس نہ فرصت ہوگی کہ وہ فضول لوگوں کی باتیں سننے کے لئے جائیں اور نہ ہی یہ بہروپئے سیاستدان کسی کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے۔

اس لئے سب سے ضروری بات یہی ہے کہ پاکستان کی معیشت کا نظام از سر نو مرتب کیا جائے۔ بیوروکریسی اور غیر پیداواری اخراجات کو کم کیا جائے۔ منتخب اداروں میں لوگ اپنی مرضی سے آتے ہیں۔ ان کے وظیفے بند کئے جائیں

سابق وزیراعظم، اپوزیشن لیڈر اور ارکان اسمبلی کو دی گئی تمام مراعات بند کی جائیں۔ کوئی کسٹم فری گاڑی نہیں منگوا سکتا اور نہ ہی کسی وزیراعظم یا صدر کو اس کی اجازت ہونی چاہیئے۔ وفاقی اور صوبائی وزراء اعلیٰ، گورنرز اور دیگر اعلیٰ حکام کے صوابدیدی اختیارات اور روپے کے بجٹ ختم کئے جائیں۔ چند ہی انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے اور پاکستان کے معاشی حالات بہتر ہو جائیں گے۔

زوال اور شکست خوردگی کی جو کیفیت اس وقت پاکستانی سیاستدانوں کی ہے اور انہوں نے اس نفسیاتی عمل کو عوام پر حاوی کر دیا ہے۔ نئی حکومت کو چاہیئے کہ اس کیفیت کو ختم کرنے کے اقدامات کرے۔ سابقہ حکمران پاکستان کی دولت کو لوٹنے میں بھی مصروف رہے اور ساتھ عوام کو اس طرح مایوس کرتے رہے کہ یہ نہ کریں گے تو پاکستان ٹوٹ جائے گا فلاں کام نہ کریں گے تو پاکستان نہ رہے گا۔ ان سب کے منہ میں خاک یہ سب لوگ اب اقتدار میں نہیں ہیں لیکن پاکستان موجود ہے عوام اس امید میں ہیں کہ ان کے لئے کوئی چھوٹا موٹا ریلیف دیا جائے۔ حکومت نے گندم کی قیمت میں اضافہ کیا ہے۔ عوام نے اس پر کوئی احتجاج نہیں کیا کہ یہ رقم ہمارے کاشت کار بھائیوں کو ہی ملے گی۔ مگر عوام کو کیا ملے گا؟ حکومت بجلی کے نرخوں میں ہی کمی کر دے پٹرول کی قیمت ہی کم کر دے۔ عوام کو کوئی سہولت تو دی جائے۔ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کو اس بات پر نظر ڈالنی چاہیئے کہ ان کے اقتدار کے گزشتہ آٹھ ماہ میں پاکستان کے عوام کو کیا ملا۔ بے نظیر بھٹو باہر سے بیان دیتی ہے کہ حکومت ملک کو تباہ کر رہی ہے۔ بیگم کلثوم نواز ملک کے اندر بیٹھی صاف کہہ رہی ہیں کہ موجودہ حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ ارے بھائی...... حکومت کیا کر رہی ہے......؟

این جی اوز سے وابستہ...... انگریزی بولنے اور غیر ممالک سے در پردہ امداد لینے والے لوگ...... ایک حکومت کو کس طرح چلا سکتے ہیں۔ یہ سب لوگ غیر ملکی ایجنسیوں اور اداروں کے پروردہ ہیں۔ ان پر اعتماد کرنا یا ان سے اچھی توقعات وابستہ کرنا محض بے وقوفی ہے۔ یہ سب لوگ...... ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے مشوروں کو پاکستان میں لاگو کرنے کی حمایت کرنے والے لوگ ہیں۔

پاکستان ۔۔۔ دیسی جمہوریت

پاکستان میں جس جمہوریت کا بہت شور وغوغا مچایا جاتا ہے۔ آج بھی پوری مغربی دنیا اور امریکہ کو تکلیف ہے کہ پاکستان میں جمہوری عمل کو ختم کیا گیا اور جمہوری حکومت کب بحال ہوگی......۔ اب دنیا میں کوئی ملک یہ نہیں کہتا کہ

پاکستان کے جن بد دیانت سیاستدانوں،صنعتکاروں اور بیوروکریٹس نے ملک کی دولت کو چوری کر کے بیرون ملک رکھا ہے وہ پاکستان کو واپس ملنی چاہئے۔امریکہ اور یورپی ممالک میں ہی ہمارے سیاستدانوں اور افراد نے ہماری قومی دولت چھپا رکھی ہے۔یہ سارے ممالک یہ چوری شدہ سرمایہ پاکستان کو واپس دلانے میں مدد کرنے کی بجائے ان چوروں کی حمایت کر رہے ہیں۔اس سارے عمل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مغربی ممالک جس نظام حکومت کو جمہوریت کے نام سے ہمارے سر پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں۔وہ اصلی جمہوریت نہیں ہے بلکہ یہ نظام ان ممالک نے محض اس لئے یہاں نافذ کرا رکھا ہے تا کہ ہمارے کرپٹ افراد اس ملک کی دولت کو لوٹ کر ان کے بینکوں میں جمع کراتے رہیں۔اس طرح وہ چوری کے اس سرمایہ پر اپنی مضبوط معیشت کے مینار تعمیر کرتے رہیں اور اہل پاکستان اتنی دولت کے ہونے کے باوجود دنیا بھر کے مقروض اور بدترین معیشت کے نتائج بھگتتے رہیں۔

بیرون ملک رہنے والے پاکستانیوں کا یہ عالم ہے کہ ان کا ہر دم جی چاہتا ہے کہ پاکستان میں حالات سازگار ہو جائیں تو وہ فوراً اپنا کاروبار اور اہل وعیال کو پاکستان لے آئیں۔میرا خود یہی حال ہے۔میری جاپانی بیوی،ساس سسر اور میرے بچے پاکستان کو اس قدر پسند کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ پاکستان میں رہنے کی باتیں کرتے ہیں۔مگر میں جونہی پاکستان آتا ہوں تو رشتہ دار،عزیز واقارب اور دوستوں کے وسیع حلقے کی طرف سے میرے پاس درخواستیں اور اپیلیں آنا شروع ہو جاتی ہیں کہ ہمارے بیٹے کو بھائی کو کسی عزیز کو جاپان سیٹ کروادو اس کے جواب میں میں پوری پاکستانی قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ لوگ میری جاپانی فیملی کو پاکستان میں سیٹ ہونے کے لئے واپس آنے میں مدد کریں۔ہمیں پاکستان سے اتنی محبت ہے کہ شاید پاکستان میں رہنے والوں کو اپنے ملک سے اتنی محبت نہ ہو۔اس کی وجہ میں نے بڑی توجہ سے مطالعہ کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم پاکستانی سیدھے سادھے اور محبت کرنے والے لوگ ہیں۔یہاں لوگوں کو معمولی سہولتوں کی ضرورت ہے۔

1...... پاکستان میں کوئی بہت اچھا تعلیمی نظام ہو۔جہاں پر غریب اور امیر،اپنی قابلیت اور صلاحیت کے بل بوتے پر علم حاصل کر سکے،یعنی فیس زیادہ نہ ہو۔تعلیمی ادارے قابل اعتماد ہوں۔

2......ملک کا معاشی نظام درست ہو جائے۔

3...... یہ کہ ملک کے قانون نافذ کرنے والے ادارے قابل اعتماد ہوں اور ہر شخص اپنے جان مال اور عزت کو